رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خشوع وخضوع اور عجز و نیاز کے ساتھ
بارگاہِ ربّ العزّت میں فتح و کامیابی کے لیے دعائیں مانگ رہے تھے

کوئی کمانڈر خواہ کتنا ہی ذہین کیوں نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ باریک، نفیس اور باحکمت جنگی منصوبہ بندی تیار نہیں کرسکتا

آپؐ نے اپنے لشکر کے لیے جنگی نقطہ نظر سے وہ مقام منتخب فرمایا تھا
جو میدان جنگ میں سب سے بہترین مقام تھا

لوگوں کی جنگ کا فیصلہ ان کے جھنڈے والوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جھنڈے والا مضبوط ہو تو لوگوں کو حوصلہ رہتا ہے۔ جب وہ بھاگتا ہے تو لوگ بھی بھاگ کھڑے ہوتے ہیں

مشرکین کے علمبردار کا قتل ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کی تصدیق تھی
کہ ’’میں مینڈھے کے پیچھے سوار ہوں‘‘

ابو دجانہؓ نے پوچھا اس (تلوار) کا حق کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے کسی مسلمان کو قتل نہ کرنا اور اس کے ہوتے ہوئے کسی کافر کے مقابلے پر نہ بھاگنا

میرا دل اس بات پر تیار نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ایک عورت پر چلاؤں اور عورت بھی وہ جس کے ساتھ اس وقت کوئی مرد محافظ نہیں (ابو دجانہؓ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے ادب اور احترام کی ہمیشہ تعلیم دیتے تھے جس کی وجہ سے کفار کی عورتیں زیادہ دلیری سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتی تھیں

غزوۂ اُحد کے دوران پیش آنے والے حالات و واقعات کا پُر اثر تذکرہ نیز
فلسطین کے مظلومین کے لیے دعا کی مکرّر تحریک

فلسطینیوں کے لیے بھی دعائیں کرتے رہیں۔ ظلم کی انتہا دن بدن ہوتی چلی جا رہی ہے، بلکہ بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اب ظالموں کی پکڑ کے سامان کرے اور مظلوم فلسطینیوں کے لیے بھی آسانیاں پیدا فرمائے۔ مسلمان ممالک کو بھی عقل اور سمجھ دے کہ ان کی آواز ایک ہو اور وہ مسلمان بھائیوں کے لیے ان کا حق ادا کرنے کے لیے کوشش کرنے والے ہوں

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ 15؍ دسمبر 2023ء بمطابق 15؍ فتح 1402 ہجری شمسی

بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالے سے غزوۂ اُحد کا ذکر

ہو رہا تھا۔ اس کی مزید تفصیل اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدانِ احد میں جب پڑاؤ فرمایا تو مسلمانوں کی فوج پر ایک طرف سے عقب میں احد پہاڑ تھا جس کی وجہ سے مسلمان فوج پشت کے حملے سے محفوظ ہو گئی تھی۔ البتہ ایک طرف پہاڑی درّہ تھا اور یہ مقام ایسا تھا کہ دشمن موقع پر اس جگہ سے حملہ آور ہو سکتا تھا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نزاکت اور خطرے کو محسوس کرتے ہوئے

پچاس تیر انداز صحابہ کرامؓ کے ایک دستہ پر

عبداللہ بن جُبیرؓ کو امیر بنایا اور اسے درّے پر متعیّن فرمایا۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 487)

ان تیر اندازوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہدایات دی تھیں اس حوالے سے بخاری میں یہ

الفاظ ملتے ہیں: إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوا مَكَانَكُمْ هٰذَا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ، وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ، فَلَا تَبْرَحُوا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ۔ فرمایا کہ اگر تم ہمیں دیکھو کہ ہمیں پرندے اُچک رہے ہیں تو ہرگز اپنی اس جگہ سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں تمہاری طرف پیغام بھیجوں اور اگر تم ہمیں دیکھو کہ ہم نے دشمن قوم کو شکست دے دی اور ہم نے ان کو پامال کر دیا ہے تو بھی نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں تمہاری طرف پیغام بھیجوں۔

(صحیح بخاری،کتاب الجهاد والسیر،باب ما یکرہ من التنازع والاختلاف فی الحرب روایت نمبر ۳۰۳۹)

بخاری کی ہی ایک اَور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نہ ہٹنا اگر تم ہمیں دیکھو کہ ہم ان پر غالب آ گئے ہیں اور تم نہ ہٹنا اگر تم ہمیں دیکھو کہ وہ ہم پر غالب آ گئے ہیں۔ تم ہماری مدد نہ کرنا۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ احد حدیث ۴۰۴۳) کسی بھی صورت میں تم نے چھوڑنا نہیں۔

ایک سیرت نگار لکھتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم دشمن کے گھڑسوار دستوں کو ہم سے دُور رکھنا تا کہ وہ ہمارے پیچھے سے حملہ آور نہ ہو سکیں اگر ہمیں فتح ہو تو تم اپنی جگہ ٹھہرے رہنا تا کہ وہ ہمارے پیچھے سے نہ آجائیں تم اپنی جگہ کو لازم پکڑنا، وہاں سے نہ ہٹنا۔ اور جب تم ہمیں دیکھو کہ ہم نے ان کو شکست دے دی ہے اور ہم ان کے لشکر میں داخل ہو گئے ہیں تو تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ اور اگر تم دیکھو کہ ہم قتل کیے جا رہے ہیں تو ہماری مدد نہ کرنا اور نہ ہمارا دفاع کرنا اور ان کو تیر مارنا کیونکہ گھوڑے تیروں کی وجہ سے آگے نہیں بڑھتے۔ بے شک ہم تب تک غالب رہیں گے جب تک تم اپنی جگہ قائم رہو گے۔ اور پھر فرمایا اے اللہ! میں تجھے ان پر گواہ بناتا ہوں۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد ۴ صفحہ ۱۹۰ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

ایک مصنف نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا کہ اگر دیکھو کہ ہم مال غنیمت سمیٹ رہے ہیں تو ہمارے ساتھ شریک نہ ہونا۔ ہر حالت میں ہماری حفاظت کرنا۔

(سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 6 صفحہ 231 دارالسلام)

ایک سیرت نگار پچاس تیر اندازوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ جس شخص کو میدانِ کارزار کے دیکھنے اور اس جبل الرُّماۃ کے جائے وقوعہ سے جو وادی قَناۃ کے کنارے پر ٹکا ہوا ہے واقفیت حاصل کرنے کا موقع میسر آیا ہے اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم عسکری تجربے کا علم ہو جائے گا

جس سے آپؐ معرکوں کی منصوبہ بندی اور فوجی قویٰ کی تنظیم کی وسیع مہارت اور تیاری کے ممتاز مواقع کے انتخاب میں جو معرکہ جیتنے کے لیے ضروری ہوتے ہیں ممتاز تھے۔
(غزوہ احد از محمد احمد باشمیل صفحہ 101-102 مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

ایک مصنف نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ماہرانہ جنگی حکمت عملی

کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ جنگی حکمت عملی ایسی بہترین اور نفیس تھی جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فوجی قیادت کی عبقریت کا پتہ چلتا ہے یعنی غیر معمولی صلاحیّت کا پتہ چلتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ

کوئی کمانڈر خواہ کتنا ہی ذہین کیوں نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ باریک، نفیس اور باحکمت جنگی منصوبہ بندی تیار نہیں کرسکتا

کیونکہ آپؐ باوجودیکہ دشمن کے بعد میدانِ احد میں اترے تھے لیکن

آپؐ نے اپنے لشکر کے لیے جنگی نقطہ نظر سے وہ مقام منتخب فرمایا تھا جو میدان جنگ میں سب سے بہترین مقام تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کی بلندیوں کی اوٹ لے کر اپنی پشت اور دایاں بازو محفوظ کرلیا اور بائیں طرف سے وہ واحد شگاف یعنی درہ جس میں سے گزر کر دشمن اسلامی لشکر کی پشت پر پہنچ سکتا تھا اسے تیراندازوں سے بند کر دیا تھا اور پڑاؤ کے لیے میدان سے قدرے بلند جگہ منتخب فرمائی کہ اگر خدانخواستہ شکست سے دوچار ہونا پڑے تو بھاگنے اور تعاقب کنندگان کی قید میں جانے کی بجائے اسلامی لشکر محفوظ پناہ گاہ تک بآسانی پہنچ جائے اور اگر دشمن قلب چیرتا ہوا اسلامی لشکر کے مرکز پر قبضے کے لیے پیش قدمی کرے تو اسے نہایت سنگین نقصان سے دوچار ہونا پڑے۔ اس کے برعکس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کو کھلے میدان میں نشیب کی طرف رہنے پر مجبور کر دیا۔ حالانکہ قریش کا خیال تھا کہ لشکرِ اسلام مدینہ سے نکل کر بالکل ان کے سامنے میدان میں اترے گا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکرِ اسلام کو نیم دائرے میں گھمایا اور دشمن کو مغرب میں چھوڑتے ہوئے ان کے عقب میں محفوظ ترین مقام کو منتخب

فرمایا۔جس مقام پر اسلامی لشکر موجود تھا وہ اب ایک بہترین پوزیشن میں تھا۔ احد اور عَیْنَین پہاڑوں کی وجہ سے پشت اور دایاں حصہ محفوظ تھا۔ بائیں طرف جبل رُماۃ پر تیر انداز درہ سنبھالے ہوئے تھے اور جنوب مشرقی حصہ جو جبل رُماۃ سے آگے تھا وہاں وادی قَناۃ کا عمودی کنارہ تھا جہاں سے دشمن کا حملہ کرنا ناممکن تھا۔

(غزوات وسرایا از علامہ محمد اظہر فرید، صفحہ 166-167 مطبوعہ فریدیہ پرنٹنگ پریس ساہیوال)

اس بارے میں سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی لکھا ہے، کہتے ہیں کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے آگے بڑھے اور احد کے دامن میں ڈیرہ ڈال دیا۔ ایسے طریق پر کہ احد کی پہاڑی مسلمانوں کے پیچھے کی طرف آ گئی اور مدینہ گویا سامنے رہا۔ اور اس طرح آپؐ نے لشکر کا عقب محفوظ کر لیا۔عقب کی پہاڑی میں ایک درہ تھا جہاں سے حملہ ہو سکتا تھا۔ اس کی حفاظت کا آپؐ نے یہ انتظام فرمایا کہ عبداللہ بن جبیر کی سرداری میں پچاس تیر انداز صحابی وہاں متعین فرما دیئے اور ان کو تاکید فرمائی کہ خواہ کچھ ہو جاوے وہ اس جگہ کو نہ چھوڑیں اور دشمن پر تیر برساتے جائیں۔ آپؐ کو اس درہ کی حفاظت کا اس قدر خیال تھا کہ آپؐ نے عبداللہ بن جبیر سے بہ تکرار فرمایا کہ دیکھو یہ درہ کسی صورت میں خالی نہ رہے۔حتیٰ کہ اگر تم دیکھو کہ ہمیں فتح ہو گئی ہے اور دشمن پسپا ہو کر بھاگ نکلا ہے تو پھر بھی تم اس جگہ کو نہ چھوڑنا اور اگر تم دیکھو کہ مسلمانوں کو شکست ہو گئی ہے اور دشمن ہم پر غالب آ گیا ہے تو پھر بھی تم اس جگہ سے نہ ہٹنا۔حتیٰ کہ ایک روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ ''اگر تم دیکھو کہ پرندے ہمارا گوشت نوچ رہے ہیں تو پھر بھی تم یہاں سے نہ ہٹنا حتیٰ کہ تمہیں یہاں سے ہٹ آنے کا حکم جاوے۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 487-488)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ ''آخر آپؐ احد پر پہنچے۔ وہاں پہنچ کر آپؐ نے ایک پہاڑی درہ کی حفاظت کے لئے پچاس سپاہی مقرر کئے اور سپاہیوں کے افسر کو تاکید کی کہ وہ درّہ اتنا ضروری ہے کہ خواہ ہم مارے جائیں یا جیت جائیں تم اِس جگہ سے نہ ہلنا۔ اِس کے بعد آپؐ بقیہ ساڑھے چھ سو آدمی لے کر دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلے جو اَب دشمن کی تعداد سے قریباً پانچواں حصہ تھے۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20صفحہ 249)

تیر اندازوں کے دستے کو پہاڑی پر مقرر کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطمئن ہو گئے اور صفوں کو تیار کرنے لگے اور سالاروں کی ذمہ داریاں تقسیم کرنے لگے۔ بظاہر نظر مسلمانوں کی کفار کی نسبت سے پوزیشن بہت کمزور تھی۔ تعداد کے لحاظ سے بھی کمزور، سازوسامان کے لحاظ سے بھی کمزور، ہتھیاروں کی عمدگی کے لحاظ سے بھی فریقین میں بہت تفاوت تھا۔ عددی نسبت کے لحاظ سے ایک مسلمان کم از کم چار مشرکین کے مقابلے میں تھا۔ اس طرح مشرکین کی فوج سواروں کے دستے کے ہتھیار سے بھی ممتاز تھی۔ اس پر مستزاد یہ کہ اسلامی فوج کے اکثر جوان بے زرہ تھے اور ان میں صرف ایک سو زرہ پوش تھے جبکہ مکی فوج یعنی کافروں کی فوج میں سات سو زرہ پوش تھے اور یہ تعداد ساری مدنی فوج کے برابر تھی۔

(غزوہ احد از محمد احمد باشمیل صفحہ 103 مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

مشرکین کے لشکر نے اپنی فوج کی دس صفیں ترتیب دے رکھی تھیں جبکہ اسلامی لشکر کی صرف دو صفیں تھیں اور پچاس تیر انداز درے پر تعینات تھے مگر میدانِ جنگ کا اہم ترین اور مضبوط مقام مسلمانوں کے پاس تھا۔

(غزوات و سرایا از علامہ محمد اظہر فرید، صفحہ 174 مطبوعہ فریدیہ پرنٹنگ پریس ساہیوال)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کے میمنہ پر حضرت زبیر بن عوامؓ کو اور میسرہ پر منذر بن عمر غنویؓ کو مقرر کیا اور فرمایا مشرکین کا جھنڈا کس نے اٹھایا ہوا ہے؟ جواب دیا گیا طلحہ بن ابی طلحہ نے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ہم وعدہ پورا کرنے کے ان سے زیادہ حقدار ہیں تو

جھنڈا حضرت علیؓ سے لے کر مصعب بن عمیرؓ کو دے دیا۔

ان کا تعلق اسی قبیلے سے یعنی بنو عبدالدار بن قُصی سے تھا جس میں سے قریش کا علمبردار تھا۔ یعنی قریش کے جس قبیلے کے شخص نے جھنڈا اٹھایا ہوا تھا اسی قبیلے کے مسلمان کے ہاتھ میں آپؐ نے اپنا جھنڈا دیا۔ لکھنے والا لکھتا ہے کہ اسلام سے قبل علمبرداری کی ذمہ داری اسی خاندان کے سپرد تھی یعنی بنو عبدالدار کے اور عہد نبھانے سے مراد قُصی کا عہد یعنی قومی وفاداری کا عہد نبھانا ہے۔ جس کے بارے میں آپؐ نے

فرمایا ہم عہد نبھانے والے ہیں اور اس دن مسلمانوں کا شعار یعنی نعرہ اَمِت اَمِت تھا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد۴ صفحہ۱۹۰-۱۹۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(شرح زرقانی جلد۲ صفحہ۳۹۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خشوع وخضوع اور عجز و نیاز کے ساتھ بارگاہ رب العزت میں فتح و کامیابی کے لیے دعائیں مانگ رہے تھے۔

اسلامی لشکر کی صفوں میں انصار دائیں اور بائیں تھے یعنی میمنہ اور میسرہ پر انصار مدینہ تھے اور قلب لشکر جہاں دوران جنگ دشمن کا مکمل دباؤ ہوتا ہے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کے ساتھ موجود تھے۔ اس وقت مہاجرین کے ساتھ درمیان میں آپؐ تھے۔ آپؐ کا مرکز قیام دوسری صف کے پیچھے بالکل درمیان میں تھا پہلی صف کے پیچھے فوری طور پہ درمیان میں دوسری صف میں آپؐ کھڑے تھے۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو حکم دے رکھا تھا کہ ہماری طرف سے احکامات ملنے سے قبل پیش قدمی نہ کی جائے۔

(غزوات وسرایا از علامہ محمد اظہر فرید، صفحہ 174 مطبوعہ فریدیہ پرنٹنگ پریس ساہیوال)

صحیح مسلم میں روایت ہے، حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کے دن یہ دعا فرمارہے تھے:

اَللّٰھُمَّ، اِنَّکَ اِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدُ فِی الْاَرْضِ

کہ اے اللہ! اگر تُو چاہے تو زمین میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

(صحیح مسلم، کتاب الجھاد والسیر، باب استجاب الدعاء حدیث ۱۷۴۳)

یعنی اگر تُو نے مدد نہ کی تو پھر تو یہی حال ہو گا۔ بعض روایات میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر کے دن یہ دعا کی تھی وہاں بھی ذکر ہوا تھا۔ مسلم کی شرح میں لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ دونوں مواقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی ہو۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم ازنووی کتاب الجھاد والسیر باب استحباب الدعاء بالنصر... صفحہ۱۳۴۱ مطبوعہ دار ابن حزم بیروت ۲۰۰۲ء)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن جحشؓ نے کہا تم میرے ساتھ آؤ ہم مل کر اللہ سے دعا مانگیں گے۔ وہ لوگ ایک جگہ پر الگ ہو گئے تو حضرت سعدؓ نے یوں دعا مانگی کہ اے

میرے رب! کل جب ہماری دشمن سے مڈھ بھیڑ ہو تو میرا سامنا طاقتور سخت جنگجو سے ہو۔ میں تیری رضا کی خاطر اس کے ساتھ لڑوں اور وہ میرے ساتھ لڑے، پھر تو مجھے اس پر فتح دے میں اس کو قتل کروں اور اس کا ساز و سامان لوٹ لوں۔

پھر عبداللہ بن جحشؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے یوں دعا مانگی کہ اے اللہ! کل میرا سامنا کسی ایسے شخص سے ہو جو بہت طاقتور اور سخت جنگجو ہو میں تیری رضا کی خاطر اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے، پھر وہ مجھے پکڑ کر میرے کان اور ناک کاٹ ڈالے، پھر کل جب میں تجھ سے ملوں تو تُو مجھ سے پوچھے۔ اے اللہ کے بندے! تیرے کان اور ناک کس وجہ سے کٹے ہوئے ہیں؟ تو میں کہوں یا اللہ! تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا میں یہ میرے ساتھ ہوا ہے۔ پھر وہ خدا فرمائے ہاں تُو نے سچ کہا ہے۔حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! عبداللہ بن جحشؓ کی دعا میری دعا سے اچھی تھی۔ میں نے اسی دن شام کے وقت عبداللہ کو دیکھا کہ اس کے کان اور ناک ایک دھاگے میں لٹک رہے تھے۔ (مستدرك علی الصحیحین کتاب الجهاد۔حدیث ۲۴۰۹ جلد ۳ صفحہ ۹۰۷ مکتبہ نزار مصطفی ریاض ۲۰۰۰ء)

یعنی دشمن نے ان کا مُثلہ کیا تھا۔

عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ نے بیان کیا کہ میں نے احد سے ایک دن پہلے خواب میں مبشر بن عبدالمنذر کو دیکھا۔ ان دونوں نے جو جو دعا کی تھی ان کی دعائیں قبول ہوئیں۔ ایک نے دشمن پہ فتح پائی دوسرے نے بھی خوب جنگ کی اور آخر میں شہید بھی ہوئے۔تو بہرحال یہ دونوں کی دعاؤں کا قصہ ہے۔

پھر لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ نے بیان کیا کہ میں نے احد سے ایک دن پہلے خواب میں مبشر بن عبدالمنذر کو دیکھا۔ یہ جنگِ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ وہ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ بس آپ چند دنوں میں ہمارے پاس آنے والے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کہاں ہیں؟ فرمانے لگے جنت میں۔ اس میں جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے پھرتے ہیں۔یعنی جنت میں۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا آپ بدر کے دن شہید نہیں ہو گئے تھے؟ کہنے لگے ہاں۔ پھر مجھے دوبارہ زندہ کر دیا گیا۔ اس خواب کا ذکر حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپؐ نے فرمایا اے ابوجابر! یہ شہادت

کی خوشخبری ہے۔

(مستدرك على الصحيحين كتاب معرفة الصحابه حديث ۴۹۷۹ جلد ۳ صفحه ۴۱۳ دارالفکر بیروت ۲۰۰۲ء)

(سبل الهدیٰ جلد ۴ صفحه ۵۷ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت)

چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ حضرت جابرؓ نے بیان کیا کہ آپؐ کے والد احد کے دن شہید ہو گئے۔

(معرفة الصحابه لابی نعیم جلد ۳ صفحه ۱۹۴ روایت نمبر ۴۳۵۶ دار الكتب العلمية بيروت)

اس کی مزید تفصیل میں لکھا ہے کہ مشرکین نے سَبَخَہ کے مقام پر صفیں بنائیں اور جنگ کی خوب تیاری کی۔ وہ تین ہزار تھے ان کے پاس دو سو گھوڑے تھے جو آگے آگے تھے۔ پھر انہوں نے گھوڑوں کی میمنہ پر خالد بن ولید اور میسرہ پر عکرمہ بن ابوجہل کو مقرر کیا تھا اور پیدل چلنے والوں پر صفوان بن امیہ کو اور بعض نے کہا کہ عمرو بن عاص کو اور تیر اندازوں پر عبداللہ بن ابی ربیعہ کو۔ یہ سارے لوگ بعد میں اسلام بھی لے آئے تھے۔ انہوں نے جھنڈا طلحہ بن ابی طلحہ کو دیا جو عبدالدار میں سے تھا۔ یہ اس جھنڈے کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم زیادہ حق رکھتے ہیں اس کی تفصیل بھی یہاں کچھ بیان ہوئی ہے۔ طلحہ بن ابی طلحہ کو جھنڈا دیا جو بنو عبدالدار میں سے تھا اور ابوسفیان نے بنو عبدالدار کے جھنڈے والوں کو برانگیختہ کرتے ہوئے کہا: اے بنو عبدالدار! بدر کے دن بھی تم نے ہمارا جھنڈا اٹھایا تھا تو ہماری جو حالت ہوئی تم نے دیکھ لی۔

لوگوں کی جنگ کا فیصلہ ان کے جھنڈے والوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جھنڈے والا مضبوط ہو تو لوگوں کو حوصلہ رہتا ہے۔ جب وہ بھاگتے ہیں تو لوگ بھی بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔

اگر جھنڈے والا بھاگ جائے تو لوگ بھی پھر خوف سے بھاگ جاتے ہیں۔ پس یا تو تم ہمارے جھنڈے کو سنبھالو اور یا ہمارے رستے سے ہٹ جاؤ۔ ہم تمہاری طرف سے کافی ہو جائیں گے۔ ان کو غیرت دلانے کی کوشش کی تو انہوں نے کہا کہ کیا ہم اپنے جھنڈے کو تمہارے حوالے کر دیں۔ عنقریب معلوم ہو جائے گا جب ہماری مڈھ بھیڑ ہو گی کہ ہم کیا کرتے ہیں۔

(سبل الهدیٰ والرشاد جلد ۴ صفحه ۱۹۱ دار الكتب العلمية بيروت)

سب سے آخر میں قریش کی خواتین کے خیمے تھے جو مسلسل دف بجا بجا کر مقتولین بدر کا تذکرہ کر

کے جنگجوؤں کے جوش و جذبہ کو گرما رہی تھیں اور سابقہ ہزیمت کی تلافی پر انہیں ابھار رہی تھیں۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 6 صفحہ 470)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اس کی تفصیل سیرت خاتم النبیینؐ میں لکھتے ہیں کہ ''اپنے عقب کو پوری طرح مضبوط کر کے آپؐ نے لشکر اسلامی کی صف بندی کی اور مختلف دستوں کے جدا جدا امیر مقرر فرمائے۔ اس موقعہ پر آپؐ کو یہ اطلاع دی گئی کہ لشکر قریش کا جھنڈا طلحہ کے ہاتھ میں ہے۔طلحہ اس خاندان سے تعلق رکھتا تھا جو قریش کے مورث اعلیٰ قُصَیّ بن کلاب کے قائم کردہ انتظام کے ماتحت جنگوں میں قریش کی علمبرداری کا حق رکھتا تھا۔ یہ معلوم کر کے'' جب آپؐ کو یہ پتہ لگا تو'' آپؐ نے فرمایا۔

''ہم قومی وفاداری دکھانے کے زیادہ حق دار ہیں

چنانچہ آپؐ نے حضرت علیؓ سے مہاجرین کا جھنڈا لے کر مصعب بن عمیرؓ کے سپرد فرما دیا جو اسی خاندان کا ایک فرد تھا جس سے طلحہ تعلق رکھتا تھا۔

دوسری طرف قریش کے لشکر میں بھی صف آرائی ہو چکی تھی۔ ابوسفیان امیر العسکر تھا'' سپہ سالار تھا۔ ''میمنہ پر خالد بن ولید کمانڈر تھا اور میسرہ پر عکرمہ بن ابوجہل تھا۔ تیر انداز عبد اللہ بن ربیعہ کی کمان میں تھے۔عورتیں لشکر کے پیچھے دفیں بجا بجا کر اور اشعار گا گا کر مردوں کو جوش دلاتی تھیں۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 488)

بہرحال جب دونوں لشکروں کی صف بندی ہو رہی تھی تو ابوسفیان نے پکار کر انصاری مسلمانوں سے کہا کہ اے گروہ اوس و خزرج! تم لوگ ہمارے اور ہمارے خاندان والوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ۔ ہمیں تم سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ اس پر انصار نے ابوسفیان کو بہت برا بھلا کہا اور اس کو سخت لعنت ملامت کی۔

(سیرۃ الحلبیہ جلد۲ صفحہ ۳۰۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

جنگ کا آغاز اب ہوتا ہے۔

جنگ کے لیے سب سے پہلے ابتدا ابو عامر فاسق نے کی۔ اس کو جاہلیت میں راہب کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام فاسق رکھا تھا۔ یہ شخص مدینہ سے بھاگ کر مکہ چلا گیا تھا اور قریش سے کہتا تھا کہ جب میں اپنی قوم سے جا کر ملوں گا تو ساری قوم میرے ساتھ ہو جائے گی۔ اس کو

یہ غلط فہمی تھی کہ جب میں تمہارے ساتھ وہاں جاؤں گا میں اپنا نام لوں گا تو انصار مسلمانوں کو چھوڑ کے میرے ساتھ آجائیں گے۔ بہرحال یہ اپنی قوم کے پچاس آدمیوں کے ساتھ نمودار ہوا اور کہا جاتا ہے کہ پندرہ لوگ اس کے ساتھ مکہ سے گئے تھے اور باقی مختلف قبیلوں سے جمع کیے ہوئے اور اہل مکہ کے غلام تھے۔ اس نے آواز دی۔ اے اوس کی جماعت! میں ابوعامر ہوں۔ تو انصار نے کہا اے فاسق! اللہ تیری آنکھ کو ٹھنڈا نہ کرے۔ جب اس نے انصار کا یہ جواب سنا تو کہا میری قوم کو میرے بعد شر پہنچا ہے۔ پھر اس نے بڑی سخت لڑائی کی۔ پھر ان پر پتھر پھینکنے لگا۔

(سیرۃ النبی لابن ھشام صفحہ ۵۲۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد ۴ صفحہ ۱۹۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

ابوعامر کے بیٹے حضرت حنظلہؓ مسلمانوں کی جانب سے اس جنگ میں شامل تھے۔ یہ مسلمان ہو گئے تھے اور

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ اپنے باپ کو خود قتل کریں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسا کرنے سے روک دیا۔

(سیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۷ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

اب یہ جنگی حالات ہیں اس کے باوجود ہوش و حواس بھی قائم رکھنے کے لیے آپؐ نے یہ فرمایا۔ نہیں، تم نے نہیں کرنا۔ اس کو کوئی اَور قتل کرے گا۔ چنانچہ ابوعامر کے بعد مشرکوں کی طرف سے ایک شخص جو اونٹ پر سوار تھا میدان میں نکل کر آیا اور مبارزت طلب کی۔ لوگ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے یہاں تک کہ اس نے تین مرتبہ للکارا تو حضرت زبیرؓ نکل کر اس کی طرف بڑھے اور ایک دم زور سے اچھلے اور اونٹ پر اس کے برابر پہنچ کر اس کی گردن پکڑ لی پھر دونوں میں اونٹ کے اوپر ہی زور آزمائی ہونے لگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں جو بھی پہلے زمین کو چھوئے گا وہی قتل ہو جائے گا۔ اسی دوران وہ مشرک اونٹ پر سے نیچے گرا اور اس کے اوپر حضرت زبیرؓ گرے۔ انہوں نے فوراً ہی اس مشرک کو قتل کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ کی تعریف کی اور فرمایا:

ہر نبی کا حواری ہوتا ہے میرا حواری زبیر ہے۔ اور فرمایا: اگر اس مشرک کے مقابلے کے لیے زبیر نہ نکلتا تو مَیں خود نکلتا۔

(سیرت الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

جب لوگوں میں مُٹھ بھیڑ ہوئی اور ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو ہند بنت عتبہ عورتوں کے ساتھ کھڑی ہوگئی اور وہ عورتیں دف بجانے لگیں تو ہند نے اشعار میں کہا۔ دیکھو! اے بنو عبد الدار دیکھو! اپنی پشتوں کی حفاظت کرنے والو۔ آگے بڑھو اور خوب شمشیر کے جوہر دکھاؤ ہم معزز لوگوں کی بیٹیاں ہیں۔ گا گا کر یہ اشعار پڑھ رہی تھیں۔ ہم گداز قالینوں پر چلتی ہیں، ہماری گردنوں پر موتی آویزاں ہیں، ہماری مانگ میں کستوری بھری ہوئی ہے۔ اگر تم پیش قدمی کرو گے تو ہم تمہیں گلے لگائیں گی اور اگر تم نے پیٹھ پھیر لی تو ہم تم سے روٹھ جائیں گی اور اس کنارہ کشی پر ہمیں کوئی افسوس نہیں ہوگا۔ ان کے جذبات بھڑکانے کی کوشش کی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سنے تو فرمایا:

اَللّٰھُمَّ بِكَ أَجُوْلُ وَبِكَ أَصُوْلُ وَفِيْكَ أُقَاتِلُ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

اے اللہ! تیرے ساتھ میں چکر لگاتا ہوں اور تیرے ساتھ ہی حملہ کرتا ہوں اور تیری رضا کے لیے قتال کرتا ہوں۔ مجھے اللہ کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد ۴ صفحہ ۱۹۱-۱۹۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اُن کا ایک دنیاوی ذریعہ تھا۔ یہاں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا ذریعہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

بہرحال اب دونوں فوجوں میں

باقاعدہ لڑائی

شروع ہوگئی۔ اس دن لوگوں نے بہت سخت لڑائی کی اور جنگ خوب بھڑکی۔ ابو دجانہ انصاریؓ، طلحہ بن عبید اللہؓ، حمزہ بن عبد المطلبؓ، علی بن ابو طالبؓ، انس بن نضرؓ اور سعد بن ربیعؓ وغیرہ نے جنگ میں خوب شجاعت دکھائی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنی مدد نازل کی اور اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور مسلمانوں نے مشرکین کو تلوار سے خوب قتل کیا یہاں تک کہ ان کو لشکر سے بھگا دیا یا ان کے لشکر کو بھگا دیا۔ مشرکین کے گھڑسواروں نے مسلمانوں پر تین مرتبہ حملہ کیا ہر دفعہ ان کو تیروں کے ذریعہ پسپا کیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے اس روز اپنے بھائی زیدؓ کو کہا اے میرے بھائی! میری زرہ پہن لے تو زیدؓ نے کہا میں بھی شہادت کا اسی طرح خواہش مند ہوں جیسے آپؓ ہیں۔ تو ان دونوں بھائیوں نے زرہ نہیں پہنی۔ شہادت کے

شوق میں بغیر زرہ کے جنگ کی۔ جب اس دن لڑائی شدت اختیار کر گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے جھنڈے کے نیچے بیٹھ گئے اور علیؓ کو پیغام بھجوایا کہ جھنڈا لے کر آگے بڑھیں۔ اس پر حضرت علیؓ آگے بڑھے اور کہا میں ابو القُصَم ہوں۔ اس پر مشرکوں کی صفوں میں سے ایک شخص نکلا۔ یہ طلحہ بن ابوطلحہ تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشرکوں کا پرچم تھا۔ کیونکہ جنگوں میں پرچم اٹھانے کا اعزاز بنو عبد الدار کے خاندان کے ساتھ مخصوص تھا۔ کیونکہ قریشی پرچم عبد الدار نے ہی بنایا تھا۔ طلحہ بن ابوطلحہ نے مبارزت طلب کی۔ کون ہے جو میرے مقابلے کو آئے گا؟ اس نے کئی بار مسلمانوں کو للکارا مگر کوئی شخص بھی اس کی طرف نہیں نکلا۔ آخر طلحہ نے پکار کر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیو! تمہارا تو یہ خیال ہے کہ تمہارے مقتول یعنی شہید جنت میں جاتے ہیں اور ہمارے مقتول جہنم میں جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ اے محمد کے ساتھیو! (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارا خیال تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جلدی جلدی تمہاری تلوار کی دھار پر رکھ کر جہنم میں جھونکتا ہے اور تمہیں ہماری تلواروں سے قتل کرا کر فوراً جنت میں داخل کر دیتا ہے اس لیے تم میں سے کون ہے جو مجھے اپنی تلوار کے ذریعہ جلد از جلد جہنم میں پہنچا دے یا جلد از جلد میری تلوار کے ذریعہ جنت میں پہنچ جائے۔ اس نے بھڑ کانے کی کوشش کی۔ کہنے لگا کہ لات و عزیٰ کی قسم تم جھوٹے ہو۔ اگر تم اپنے اس عقیدے پر یقین رکھتے تو یقیناً تم میں سے کوئی نہ کوئی اس وقت میرے مقابلے کے لیے نکل آتا۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نکل کر مقابلے کے لیے اس کے سامنے پہنچ گئے۔ دونوں میں تلواروں کے وار شروع ہو گئے اور حضرت علیؓ نے اسے قتل کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ دونوں لشکروں کے درمیان میں یہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔ اچانک حضرت علیؓ اس پر جھپٹے اور اس کو پچھاڑ دیا اس کی ٹانگ کاٹ دی اور اسے زمین پر گرا دیا۔ اس طرح اس کے جسم کے پوشیدہ اعضاء ظاہر ہو گئے۔ اس وقت طلحہ نے کہا اے میرے بھائی! میں خدا کا واسطہ دے کر تم سے رحم کی بھیک مانگتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت علیؓ وہاں سے لوٹ آئے اور اس پر مزید وار نہیں کیا۔ اس پر بعض صحابہؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپؓ نے اسے قتل کیوں نہیں کیا؟ حضرت علیؓ نے کہا کہ اس کا ستر کھل گیا تھا اور اس کا رخ میری طرف تھا اس لیے مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے یہ جان لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاک کر دیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم نے اس کو کس لیے چھوڑ دیا؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا اس نے خدا کا واسطہ دے کر مجھ سے رحم کی بھیک مانگی تھی۔ آپؐ نے فرمایا اسے قتل کر دو۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے اسے قتل کر دیا۔

مشرکین کے علمبردار کا قتل ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کی تصدیق تھی کہ ''میں مینڈھے کے پیچھے سوار ہوں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور بلند آواز سے اللہ اکبر! کہا تو مسلمانوں نے بھی اللہ اکبر! کہا اور مشرکین پر ایسا سخت حملہ کیا کہ ان کی صفیں تتر بتر ہو گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ مختلف گروہوں میں ہو گئے اور دشمن کو تلواروں سے کاٹنا شروع کر دیا یہاں تک کہ ان کو ان کے سامنے سے دُور کر دیا۔طلحہ کے قتل کے بعد مشرکوں کا پرچم اس کے بھائی ابوشیبہ عثمان بن ابوطلحہ نے لے لیا۔ پھر حضرت حمزہؓ نے اس پر حملہ کیا۔ اس کا ہاتھ کندھے تک کاٹ ڈالا اور ان کی تلوار اس کی ہنسلی تک کاٹ گئی۔حضرت حمزہؓ اس کو قتل کرنے کے بعد یہ کہتے ہوئے وہاں سے واپس ہوئے کہ میں حاجیوں کے ساقی یعنی عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ اس کے بعد مشرکوں کے پرچم کو عثمان اور طلحہ کے بھائی نے اٹھالیا جس کا نام ابوسعید بن ابوطلحہ تھا۔ اس پر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے تیر چلایا جو اس کے سینے میں لگا اور اس طرح اس کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد طلحہ بن ابوطلحہ جس کو حضرت علیؓ نے قتل کیا تھا اس کے بیٹے مُسَافِع نے پرچم اٹھایا تو حضرت عاصم بن ثابتؓ نے اس پر تیر چلایا اور وہ بھی قتل ہو گیا۔ اس کے بعد مُسَافِع کے بھائی حارث بن طلحہ نے پرچم سنبھالا تو پھر حضرت عاصمؓ نے تیر چلایا اور اس کو بھی قتل کر دیا۔

طلحہ کے ان دونوں بیٹوں مُسَافِع اور حارث کی ماں بھی مشرک لشکر کے ساتھ تھی۔ اس عورت کا نام سلافہ تھا۔جس کے بھی حضرت عاصمؓ کا تیر لگتا وہی بیٹا وہاں سے زخمی ہو کر لوٹتا اور ماں کی گود میں سر رکھ کر لیٹ جاتا۔سلافہ کہتی تجھے کس نے زخمی کیا؟ بیٹا جواب میں کہتا میں نے اس شخص کی آواز سنی ہے اس نے مجھ پر تیر چلانے کے بعد کہا تھا لے اسے سنبھال میں ابوالفلح کا بیٹا ہوں۔ چنانچہ اس نے منت مانی یعنی اس کی ماں نے کہ اگر عاصم بن ثابت کا سر میرے ہاتھ لگا تو اس میں شراب بھر کر پیئوں گی۔ اور

اس نے اعلان کیا کہ جو شخص بھی عاصم بن ثابت کا سر کاٹ کر میرے پاس لائے گا تو میں اسے سو اونٹ انعام میں دوں گی مگر حضرت عاصمؓ اس غزوۂ احد میں شہید نہیں ہوئے۔ ان کی شہادت سریہ رجیع میں ہوئی تھی۔غرض ان دونوں بھائیوں کے قتل کے بعد ان کے تیسرے بھائی کلاب بن طلحہ نے پرچم اٹھایا جسے حضرت زبیرؓ نے قتل کر دیا۔ ایک قول کے مطابق اسے قُزْمَان نے قتل کیا تھا اس کے بعد ان کے بھائی جلاس بن طلحہ نے پرچم اٹھایا تو اس کو حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ نے قتل کر دیا۔ اس طرح یہ چاروں بھائی یعنی مُسَافِع، حارث، کلاب اور جلاس اپنے باپ طلحہ کی طرح وہیں قتل ہو گئے اور ان کے ساتھ ہی ان کے دونوں چچا عثمان اور ابوسعید بھی اسی دن غزوۂ احد کے دن قتل ہو گئے۔

ان کے بعد قریشی پرچم اَرْطَاۃ بن شرحبیل نے اٹھایا تو اس کو حضرت علیؓ نے قتل کر دیا۔ ایک قول ہے کہ حضرت حمزہؓ نے قتل کیا۔ اس کے بعد شریح بن قَارِظْ نے پرچم سنبھالا تو وہ بھی قتل ہو گیا مگر اس کے قاتل کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ اس کے بعد یہ پرچم ابوزید بن عمرو نے اٹھایا۔ اس کو قُزْمَان نے قتل کر دیا۔ اس کے بعد شرحبیل بن ہاشم کے بیٹے نے پرچم بلند کیا تو اس کو بھی قُزْمَان نے قتل کر دیا۔ اس کے بعد ان لوگوں کے غلام صوّاب نے یہ پرچم اٹھالیا۔ یہ ایک حبشی شخص تھا۔ یہ لڑتا رہا یہاں تک کہ اس کا ہاتھ کٹ گیا۔ یہ جلدی سے بیٹھ گیا اور اپنے سینے اور گردن کے سہارے سے پرچم کو اٹھائے رہا یہاں تک کہ اس کو بھی قُزْمَان نے قتل کر دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کے قاتل حضرت سعد بن ابی وقاصؓ تھے اور ایک قول کے مطابق حضرت علیؓ تھے۔ بہرحال جب جملہ جھنڈا بردار مارے گئے تو مشرکین شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ان کی عورتیں ان کی ہلاکت کی بد دعائیں دے رہی تھیں۔

جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا تھا کہ علمبردار مارا جائے گا۔ وہ سب مارے گئے اور مسلمان ان کا تعاقب کر کے ان کو قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ ان کو لشکر سے دُور کر دیا۔

قریش کے لشکر کے ساتھ آنے والی عورتیں بھی بھاگ گئیں۔ اس پر قریش کی شکست پر کوئی شک باقی نہ رہا۔مسلمان مشرکین کے لشکر میں داخل ہو گئے اور مال غنیمت سمیٹنا شروع کر دیا۔

(سیرۃ الحلبیہ جلد۲ صفحہ ۳۰۳ تا ۳۰۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(سبل الهدیٰ مترجم جلد ۴ صفحہ ۱۸۴تا ۱۸۶)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اس بارے میں لکھتے ہیں کہ ''سب سے پہلے لشکر قریش سے ابو عامر اور اس کے ساتھی آگے بڑھے ... یہ قبیلہ اوس میں سے تھا اور مدینہ کا رہنے والا تھا اور راہب کے نام سے مشہور تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو اس کے کچھ عرصہ بعد یہ شخص بغض وحسد سے بھر گیا اور اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مکہ چلا گیا اور قریش مکہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف اکساتا رہا۔ چنانچہ اب جنگِ احد میں وہ قریش کا حمایتی بن کر مسلمانوں کے خلاف شریک جنگ ہوا۔ اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ ابو عامر کا بیٹا حنظلہ ایک نہایت مخلص مسلمان تھا اور اس جنگ کے موقعہ پر اسلامی لشکر میں شامل تھا اور نہایت جانبازی کے ساتھ لڑتا ہوا شہید ہوا۔ ابو عامر چونکہ قبیلہ اوس کے ذی اثر لوگوں میں سے تھا اس لئے اسے یہ پختہ امید تھی کہ اب جو میں اتنے عرصہ کی جدائی کے بعد مدینہ والوں کے سامنے ہوں گا تو وہ میری محبت میں فوراً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر میرے ساتھ آملیں گے۔ اسی امید میں ابو عامر اپنے ساتھیوں کو ہمراہ لے کر سب سے پہلے آگے بڑھا اور بلند آواز سے پکار کر کہنے لگا۔ ''اے قبیلہ اوس کے لوگو! میں ابو عامر ہوں۔'' انصار نے یک زبان ہو کر کہا۔ ''دُور ہو جا اے فاسق! تیری آنکھ ٹھنڈی نہ ہو'' اور ساتھ ہی پتھروں کی ایک ایسی باڑ ماری کہ ابو عامر اور اس کے ساتھی بدحواس ہو کر پیچھے کی طرف بھاگ گئے۔ اس نظارہ کو دیکھ کر قریش کا علمبردار طلحہ بڑے جوش کی حالت میں آگے بڑھا اور بڑے متکبّرانہ لہجہ میں مبارز طلبی کی۔ حضرت علیؓ آگے بڑھے اور دو چار ہاتھ میں طلحہ کو کاٹ کر رکھ دیا۔ اس کے بعد طلحہ کا بھائی عثمان آگے آیا اور ادھر سے اس کے مقابل پر حضرت حمزہؓ نکلے اور جاتے ہی اسے مار گرایا۔ کفار نے یہ نظارہ دیکھا تو غضب میں آ کر عام دھاوا کر دیا۔ مسلمان بھی تکبیر کے نعرے لگاتے ہوئے آگے بڑھے اور دونوں فوجیں آپس میں گتھم گتھا ہو گئیں۔

... الغرض قریش کے علمبردار کے مارے جانے کے بعد دونوں فوجیں آپس میں گتھم گتھا ہو گئیں اور سخت گھمسان کا رن پڑا اور ایک عرصہ تک دونوں طرف سے قتل وخون کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر آہستہ آہستہ اسلامی لشکر کے سامنے قریش کی فوج کے پاؤں اکھڑنے شروع ہوئے۔ چنانچہ مشہور انگریز مؤرخ سر ولیم میور لکھتے ہیں کہ ''مسلمانوں کے خطرناک حملوں کے سامنے مکی لشکر کے پاؤں اکھڑنے لگ گئے۔

قریش کے رسالے نے کئی دفعہ یہ کوشش کی کہ اسلامی فوج کے بائیں طرف عقب سے ہو کر حملہ کریں۔ مگر ہر دفعہ ان کو ان پچاس تیراندازوں کے تیر کھا کر پیچھے ہٹنا پڑا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وہاں خاص طور پر متعیّن کیے ہوئے تھے۔

مسلمانوں کی طرف سے اُحد کے میدان میں بھی وہی شجاعت و مردانگی اور موت و خطر سے وہی بے پروائی دکھائی گئی جو بدر کے موقعہ پر انہوں نے دکھائی تھی۔''

یہ انگریز مؤرخ لکھ رہا ہے۔ ''مکہ کے لشکر کی صفیں پھٹ پھٹ جاتی تھیں۔ جب اپنی خود کے ساتھ سرخ رومال باندھے ابو دجانہ ان پر حملہ کرتا تھا اور اس تلوار کے ساتھ جو اسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دی تھی چاروں طرف گویا موت بکھیرتا جاتا تھا۔حمزہ اپنے سر پر شتر مرغ کے پروں کی کلغی لہراتا ہوا ہر جگہ نمایاں نظر آتا تھا۔علی اپنے لمبے اور سفید پھریرے کے ساتھ اور زبیر اپنی شوخ رنگ کی چمکتی ہوئی زرد پگڑی کے ساتھ بہادران اِلیَڈ کی طرح جہاں بھی جاتے تھے دشمن کے واسطے موت و پریشانی کا پیغام اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔'' یہ جو اِلیَڈ کا ذکر کیا ہے ولیم میور نے یہ یونانی کہانیوں کے ہیرو ہیں جو بڑے سخت جنگجو تھے۔ بہر حال وہ کہتا ہے کہ

''یہ وہ نظارے ہیں جہاں بعد کی اسلامی فتوحات کے ہیرو تربیت پذیر ہوئے۔''

غرض لڑائی ہوئی اور بہت سخت ہوئی اور کافی وقت تک غلبہ کا پہلو مشکوک رہا۔ لیکن آخر خدا کے فضل سے قریش کے پاؤں اکھڑنے لگے اور ان کے لشکر میں بدنظمی اور ابتری کے آثار ظاہر ہونے لگے۔قریش کے علمبردار ایک ایک کر کے مارے گئے اور ان میں سے تقریباً نوشخصوں نے باری باری اپنے قومی جھنڈے کو اپنے ہاتھ میں لیا مگر سارے کے سارے باری باری مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔'' جیسا کہ تفصیل میں بیان ہوا ہے۔ ''آخر طلحہ کے ایک حبشی غلام صواب نامی نے دلیری کے ساتھ بڑھ کر عَلَم اپنے ہاتھ میں لے لیا مگر اس پر بھی ایک مسلمان نے آگے بڑھ کر وار کیا اور ایک ہی ضرب میں اس کے دونوں ہاتھ کاٹ کر قریش کا جھنڈا خاک پر گرا دیا لیکن صواب کی بہادری اور جوش کا بھی یہ عالم تھا کہ وہ بھی اس کے ساتھ ہی زمین پر گرا اور جھنڈے کو اپنی چھاتی کے ساتھ لگا کر اسے پھر بلند کرنے کی کوشش کی مگر اس مسلمان نے جو جھنڈے کے سرنگوں ہونے کی قدر و قیمت کو جانتا تھا

اوپر سے تلوار چلاکر صواب کو وہیں ڈھیر کر دیا۔ اس کے بعد پھر قریش میں سے کسی شخص کو یہ جرأت اور ہمت نہیں ہوئی کہ اپنے عَلَم کو اٹھائے۔ ادھر مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پاکر تکبیر کا نعرہ لگاتے ہوئے پھر زور سے حملہ کیا اور دشمن کی رہی سہی صفوں کو چیرتے اور منتشر کرتے ہوئے لشکر کے دوسرے پار قریش کی عورتوں تک پہنچ گئے اور مکہ کے لشکر میں سخت بھاگڑ پڑ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے میدان قریباً صاف ہو گیا۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کے لئے ایسی قابلِ اطمینان صورت حال پیدا ہو گئی کہ وہ مال غنیمت کے جمع کرنے میں مصروف ہو گئے۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 488 تا 491)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ''لڑائی ہوئی اور

اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے تھوڑی ہی دیر میں ساڑھے چھ سو مسلمانوں کے مقابلہ میں تین ہزار مکہ کا تجربہ کار سپاہی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا۔

مسلمانوں نے ان کا تعاقب شروع کیا تو ان لوگوں نے جو پشت کے درہ کی حفاظت کے لئے کھڑے تھے انہوں نے اپنے افسر سے کہا اب تو دشمن کو شکست ہو چکی ہے اب ہمیں بھی جہاد کا ثواب لینے دیا جائے۔ افسر نے ان کو اِس بات سے روکا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یاد دلائی مگر انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا تھا صرف تاکید کے لئے فرمایا تھا ورنہ آپؐ کی مراد یہ تو نہیں ہو سکتی تھی کہ دشمن بھاگ بھی جائے تو یہاں کھڑے رہو۔ یہ کہہ کر انہوں نے درہ چھوڑ دیا اور میدانِ جنگ میں کود پڑے۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 249)

اور یہ نافرمانی کی وجہ سے پھر بعد میں جو نتائج ظاہر ہوئے ان کا ذکر بھی آئندہ ہو گا۔

ابو دجانہؓ کی تلوار

کے بارے میں جس طرح ولیم میور نے لکھا ہے۔ اس کی تفصیل میں بھی لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار لے کر اس کا حق ادا کرنے والے صحابی کون تھے؟

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں اس بارے میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن

ایک تلوار پکڑی اور فرمایا۔ مَنْ یَأْخُذُ مِنِّیِ ھٰذَا۔ کہ اسے مجھ سے کون لے گا؟ توسب نے اپنے ہاتھ بڑھائے اور ان میں سے ہر ایک نے کہا مَیں مَیں۔ آپؐ نے پھر فرمایا: فَمَنْ یَأْخُذُہٗ بِحَقِّہٖ کہ کون اس کو اس کے حق کے ساتھ لے گا؟ حضرت انسؓ کہتے ہیں اس پر لوگ رک گئے توحضرت سماک بن خرشہ ابو دجانہؓ نے کہا کہ میں اس کو اس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں۔حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے تلوار لی اور مشرکوں کے سر پھاڑ دیے۔یعنی اس کا حق ادا کیا۔ (صحیح مسلم،کتاب فضائل الصحابہ،باب من فضائل ابی دجانہ حدیث ۶۳۵۳) یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔

ابن عتبہ نے لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار دکھائی توحضرت عمرؓ نے اس کو طلب کیا تو آپؐ نے اعراض کیا۔ پہلے حضرت عمرؓ نے مانگنے کی کوشش کی پھر حضرت زبیرؓ نے مانگی تو آپؐ نے اعراض کیا، ان کو بھی نہیں دی۔ تو ان دونوں نے اس سے دل میں افسوس کیا اور ایک روایت میں ہے کہ زبیر نے تین مرتبہ تلوار مانگی۔ ہر دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض کیا۔حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر مطالبہ کیا تو آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد ۴ صفحہ ۱۹۲دارالکتب العلمیۃ بیروت) ان کو بھی نہیں دی۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ اس موقع پر جن اصحابؓ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ تلوار ان کو عنایت کی جائے ان میں حضرت ابوبکرؓ بھی تھے۔

(شرح زرقانی جلد ۲ صفحہ ۴۰۴ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب آپؐ نے فرمایا: اس کوحق کے ساتھ کون استعمال کرے گا؟

ابو دجانہؓ نے پوچھا اس کا حق کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے کسی مسلمان کو قتل نہ کرنا اور اس کے ہوتے ہوئے کسی کافر کے مقابلے پر نہ بھاگنا۔یعنی ڈٹ کے مقابلہ کرنا۔

اس پر حضرت ابو دجانہؓ نے عرض کیا۔ میں اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو دجانہؓ کو تلوار دی تو انہوں نے اس سے مشرکین کے سر پھاڑ دیے۔ انہوں نے اس موقع پر یہ اشعار پڑھے کہ

أَنَا الَّذِیْ عَاهَدَنِیْ خَلِیْلِیْ
وَنَحْنُ بِالسَّفْحِ بصفا لَدَی النَّخِیْلِ
اَنْ لَّا أَقُوْمَ الدَّهْرَ فِیْ الْکَیُوْلِ
أَضْرِبْ بِسَیْفِ اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ

مَیں وہ ہوں جس سے میرے دوست نے وعدہ لیا ہے جبکہ ہم سَفْح مقام پر کھجور کے درختوں کے پاس تھے اور وہ وعدہ یہ ہے کہ میں لشکر کی پچھلی صفوں میں نہ کھڑا ہوں اور اللہ اور رسولؐ کی تلوار سے دشمنوں سے لڑائی کروں۔

بہر حال حضرت ابو دجانہؓ یہ لے کر پھر بڑی تفاخرانہ چال چلتے ہوئے لشکر کی صفوں کے درمیان چلنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ ھٰذِہٖ مِشْیَۃٌ یُبْغِضُھَا اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا فِیْ ھٰذَا الْمُقَامِ کہ

یہ ایسی چال ہے جو اللہ عزّ وجلّ کو ناپسند ہے سوائے اس مقام کے یعنی جنگ کے موقع پر۔

(الاصابہ جلد ۷ صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت)

(اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت)

یہ جس طرح چل رہے ہیں۔

حضرت ابو دجانہؓ کا ذکر کرتے ہوئے سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ مبارزت میں جب کفار قریش کو ہزیمت اٹھانی پڑی تو کفار نے یہ نظارہ دیکھا تو غضب میں آ کر عام دھاوا کر دیا۔ مسلمان بھی تکبیر کے نعرے لگاتے ہوئے آگے بڑھے اور دونوں فوجیں آپس میں گتھم گتھا ہو گئیں۔ غالباً اسی موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا: کون ہے جو اسے لے کر اس کا حق ادا کرے؟ بہت سے صحابہؓ نے اس فخر کی خواہش کے لیے اپنے ہاتھ پھیلائے جن میں حضرت عمرؓ اور حضرت زبیرؓ بلکہ بعض روایات کی رُو سے حضرت ابو بکرؓ و حضرت علیؓ بھی شامل تھے۔ مگر آپؐ نے اپنا ہاتھ روکے رکھا اور یہی فرماتے گئے۔ کوئی ہے جو اس کا حق ادا کرے؟ آخر ابو دجانہ انصاریؓ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! مجھے عنایت فرمائیے۔ آپؐ نے یہ تلوار انہیں دے دی اور ابو دجانہؓ اسے ہاتھ میں لے کر بڑے تبختر کی چال سے، بڑے اکڑتے

ہوئے فخر کے ساتھ کفار کی طرف آگے بڑھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا: خدا کو یہ چال بہت ناپسند ہے مگر ایسے موقع پر ناپسند نہیں۔ زبیر جو غالباً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار لینے کے سب سے زیادہ خواہش مند تھے اور قرب رشتہ کی وجہ سے اپنا حق بھی زیادہ سمجھتے تھے دل ہی دل میں پیچ وتاب کھانے لگے کہ کیا وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تلوار نہیں دی اور ابو دجانہ کو دے دی ہے اور اپنی اس پریشانی کو دُور کرنے کے لیے انہوں نے دل میں عہد کیا کہ میں اس میدان میں ابو دجانہ کے ساتھ ساتھ رہوں گا اور دیکھوں گا کہ وہ اس تلوار کے ساتھ کیا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ابو دجانہ نے اپنے سر پر ایک سرخ کپڑا باندھا اور اس تلوار کو لے کر حمد کے گیت گنگناتا ہوا مشرکین کی صفوں میں گھس گیا اور میں نے دیکھا کہ وہ جدھر جاتا تھا گویا موت بکھیرتا جاتا تھا اور میں نے کسی آدمی کو نہیں دیکھا جو اس کے سامنے آیا ہو اور پھر وہ بچا ہو۔ حتی کہ وہ لشکر قریش میں سے اپنا راستہ کاٹتا ہوا لشکر کے دوسرے کنارے نکل گیا جہاں قریش کی عورتیں کھڑی تھیں۔ ہند زوجہ ابوسفیان جو بڑے زورشور سے اپنے مردوں کو جوش دلا رہی تھی اس کے سامنے آئی اور ابو دجانہ نے اپنی تلوار اس کے اوپر اٹھائی۔ جس پر ہند نے بڑے زور سے چیخ ماری اور اپنے مردوں کو امداد کے لیے بلایا مگر کوئی شخص اس کی مدد کو نہ آیا لیکن میں نے دیکھا کہ ابو دجانہ نے خود بخود ہی اپنی تلوار نیچی کر لی اور وہاں سے ہٹ آیا۔ زبیر روایت کرتے ہیں کہ اس موقع پر میں نے ابو دجانہ سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ پہلے تم نے تلوار اٹھائی اور پھر نیچی کر لی۔ اس نے کہا

میرا دل اس بات پر تیار نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ایک عورت پر چلاؤں اور عورت بھی وہ جس کے ساتھ اس وقت کوئی مرد محافظ نہیں۔ یہ ہے اسلامی جنگ کا اصول۔

زبیر کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت سمجھا کہ

واقعی جو حق رسول اللہ ﷺ کی تلوار کا تھا وہ اس نے ادا کیا۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 489-490)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس موقع کا ذکر بیان فرمایا کہ ایک صحابیؓ کے پوچھنے

پر کہ اس عورت پر تلوار اٹھا کر پھر اسے قتل کیوں نہ کیا؟ تو اس پر ابو دجانہ نے کہا کہ میرے دل نے برداشت نہ کیا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی تلوار کو ایک کمزور عورت پر چلاؤں۔
حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے ادب اور احترام کی ہمیشہ تعلیم دیتے تھے جس کی وجہ سے کفار کی عورتیں زیادہ دلیری سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتی تھیں

اس بات سے بھی پتہ لگتا ہے کہ کیوں یہ واقعہ ہوا۔ اس لیے ہوا کہ آپؐ عورتوں کے احترام کی تعلیم دیتے تھے اور عورتیں اس کی وجہ سے پھر زیادہ دلیر ہوگئی تھیں اور نقصان پہنچانے کی کوشش کرتی تھیں مگر پھر بھی مسلمان ان باتوں کو برداشت کرتے چلے جاتے تھے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 421، 422)

پس

یہ ہیں اسلامی جنگوں کے اصول۔

ان شاء اللہ باقی آئندہ۔

فلسطینیوں کے لیے بھی دعائیں کرتے رہیں۔ ظلم کی انتہا دن بدن ہوتی چلی جا رہی ہے، بلکہ بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اب ظالموں کی پکڑ کے سامان کرے اور مظلوم فلسطینیوں کے لیے بھی آسانیاں پیدا فرمائے۔ مسلمان ممالک کو بھی عقل اور سمجھ دے کہ ان کی آواز ایک ہو اور وہ مسلمان بھائیوں کے لیے ان کا حق ادا کرنے کے لیے کوشش کرنے والے ہوں۔

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 5؍جنوری 2024ء صفحہ 2 تا 7)